

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی  
 وہ ہم سے بھی زیادہ خستہ تیغ ستم نکلے  
 محبت میں نہیں ہے فرق مرنے اور جینے کا  
 اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کا فر پہ دم نکلے  
 ذرا کر زور سینے پر کہ تیر پر ستم نکلے  
 جو وہ نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے  
 خدا کے واسطے پردہ نہ کعبہ سے اٹھا ظالم  
 کہیں الیسا نہ ہو یاں بھی وہی کافر صنم نکلے  
 کہاں مے خانہ کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ  
 پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے  
 حال کے اعتبار سے یہی کہا جاسکتا ہے کہ کم نکلے، کیونکہ جتنے نکلے، ان سے  
 زیادہ پیدا ہوتے گئے۔

۲۔ مشرح : میرا قاتل تلوار چلانے میں ڈر کیوں رہا ہے ؟ اگر میں  
 قتل ہو گیا تو اس کی گردن پر کیا رہ جائے گا ؟ وہ خون جو میری آنکھوں سے  
 لگتا رہتا رہا۔

مقتول کا خون یقیناً قاتل کی گردن پر رہتا ہے۔ مرزا قتل کے اس پہلو  
 کو بے حقیقت ثابت کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ اے قاتل ! اگر میرا خون  
 تیری گردن پر رہ گیا تو اس کی حقیقت کیا ہے ؟ عمر بھر تو یہ آنکھوں سے

”دل میں باقی  
 ہیں“ مقدّر ماننے  
 چاہئیں۔  
 دل میں ہزاروں  
 خواہشیں ایسی  
 باقی ہیں، جن  
 میں سے ہر  
 خواہش کو پورا  
 کرنے کے لیے  
 دم نکلا جا رہا  
 ہے۔ میں نے  
 مانا کہ میرے  
 بہت سے  
 ارمان نکل گئے،  
 لیکن حقیقت